بشریٰ شریف

سودا کی غزلیات کے انگریزی تراجم: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Mirza Rafi Sauda is a great poet in the tradition of Urdu poetry. His poetry has been translated in many languages. This article presents a comparative study of different English translations of Sauda's Ghazals by Omesh Joshi, Ahmed Ali, Dr Muhammad Sadiq, Khurshidul Islam, Gopi Chand Narang and others.

امیر لکھنوی نے کہا تھا:

خشک سیروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت [1]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شعر صرف جذبات کے اتار چڑھاؤ کا اظہار نہیں، بلکہ جذبات اور اس سے متعلق لوازمات کو تہذیب، خوبی، ہنرمندی اور باریک بینی سے بیان کرنے کا نام ہے کہ قاری دیکھتے ساتھ جھوم اٹھے اور بے ساختہ پکارے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے [2]

شعر اور اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا تراجم میں ان کا فنی و جذباتی حسن برقرار رہتا ہے یا ان کی صورت اس قدر مسخ ہو جاتی ہے کہ صورت حال درج ذیل شعر کے مصداق ہو جاتی ہے۔

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

مذکورہ امر کی تائید کے لیے اومیش جوشی کے تراجم بطور خاص دیکھے جا سکتے ہیں، جو ان کی کتاب "786 Ashar of Galib and 25 other poets" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر میر کا ایک معروف شعر ہے:

ہم طور عشق سے تو واقف نہیں مگر ہاں
سینے میں جیسے کوئی دل کو ملا کرے ہے ۳؎

اومیش جوشی کا ترجمہ:

Know your love, I do not but yes,

Seems in the rib-cage some one squeezes the heart. ۴؎

اومیش جوشی ''طور عشق'' کا ترجمہ "Your love" کرتے ہیں، ممکن ہے کہ جوشی ''طور'' کو تیرے قرات کر گئے ہوں جو کسی حد تک مذکورہ لفظ کا بعید از قیاس مفہوم تو خیال کیا جا سکتا ہےلیکن کسی صورت ،محولہ بالا الفاظ کے درست ابلاغ میں معاون متصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ زبان شناس کے لیے ''طور'' صرف طریقہ ہی نہیں بلکہ کلاسیکی شاعری میں عشق کی اس زندہ روایت کا نام ہے جو کوہکن کو پہاڑ کاٹنے اور قیس کو صحرا نشیں بنانے کے حوالے سے زندہ ہے۔ یوں دیکھا جائے تو ''طور'' اس گل کی خوشبو ہے، جس کا باغ کلاسیکی شاعری روایت سے سرسبز و شاداب ہے۔ مجموعی طور پر تہذیبی عناصر کے اثرات سے معمور ہے اور جب اس حوالے کو نظر انداز کیا جائے گا، حقیقت کے ادراک میں دقت رہے گی۔

جہاں تک سودا کے کلام کے انگریزی تراجم کا ذکر کرتے ہیں، تو اس ضمن میں احمد علی، اومیش جوشی، رالف رسل، خورشید الاسلام، ڈاکٹر محمد صادق، شہاب الدین رحمت اللہ اور گوپی چند نارنگ کے نام بطور خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ۵؎ جنھوں نے سودا کے کلام کی مختلف جہات کو انگریزی زبان میں منتقل کیا لیکن مجموعی طور پر سودا کے کلام کے غیر مستند نسخوں اور انتخابات کو پیش نظر رکھنے کے باعث تراجم کے مطلوبہ معیار کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ۶؎

احمد علی نے سودا کی غزل کے ۱۸ منتخب اشعار کا ترجمہ کیا جن میں ایک شعر، کلیات سودا، نسخہ مجلس ترقی ادب میں شامل ہے اور باقی ۱۷ اشعار کلیات کے کسی بھی حصے میں شامل نہیں ہیں۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کے دوران سودا کا مستند کلام احمد علی کے پیش نظر نہ تھا۔ ۷؎

مثال کے طور پر درج ذیل شعر جو کلیات سودا نسخہ مجلس ترقی ادب میں شامل ہے، میں عشق کی انتہائی کیفیات کا بیان ملتا ہے اور اسے ترجمے میں احمد علی نے اپنے مخصوص انداز سے دیکھا ہے:

کیفیت چشم اس کی تجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں ۸؎

I will remember, Sauda, the beauty of those eyes

take from me the cup I reel, I fall, I die. ۸؎

مذکورہ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے احمد علی، تجھے کے لیے ''و'' کو استعمال کرتے ہوئے شاعر کی خود کلامی کے تاثر کو اجاگر کرتے ہیں جو مجموعی طور پر شعر کی معنویت اجاگر کرنے میں معاون متصور کیا جا سکتا ہے۔ نیز

"چلا میں" کے لیے I reel, I fall, I die کو برتتے ہوئے کیفیت چشم کی یاد دہانی کے ردعمل کو قارئین پر واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو بنیادی طور پر شعر میں مخفی، عاشق کی نفسیاتی کیفیت اور جذبات کی رو میں اپنا جوش کھونے کی جانب عمدگی سے اشاہر کرتا ہے۔ مجموعی طور پر چلا میں کی شدت کے لیے برتے گئے محولہ بالا تین انگریزی الفاظ، عشق کی انتہائی شدت اور اس کی بھرپور کیفیت میں مبتلا عشق کی نفسیات کی تصویر کشی کرتے ہیں۔

میر و سودا کے عہد میں تصوف، شاعری کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ دردؔ کے ہاں خاص طور پر ایسے اشعار ملتے ہیں جن کا مرکزی خیال حقیقی رنگ لیے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر:

شب و روز اے درد درپے ہوں اس کے
کس نے جیسے یاں سمجھا نہ دیکھا [۱۰]

سودا کے کلام میں بھی ایسے اشعار مل جاتے ہیں، جن کے مطالعہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ سودا کی زرخیز طبیعت نے تصوف جیسے اہم موضوع کو اس کی تمام تر شدتوں سمیت نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کا ابلاغ بھی نہایت موثر طریق سے کیا۔ مثال کے طور پر:

اس قدر سادہ و پرکار کہیں دیکھا ہے
بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے [۱۱]

گوپی چند نارنگ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

How have you seem anyone so simple yet so skillful
He is not obvious, but is present every where. [۱۲]

گوپی چند نارنگ ترجمہ کرتے ہوئے، استفہام اقراری کو برقرار رکھنے کے لیے How کا استعمال کرتے ہیں، جو شعوری طور پر قاری کے لیے شعر کی تہہ تک پہنچنے کی راہ آسان کرتا ہے، نیز 'سادہ و پرکار' کے لیے Simple yet So skillfull کو استعمال کرتے ہوئے خالق کائنات کی قدرت، ہنر مندی و بے نیازی کے حسین امتزاج کو اجاگر کرتے ہیں۔ اسی طرح 'بے نمود' کے لیے abvious اور نمودار کے لیے Present کو استعمال کرتے ہوئے، مفہوم کو اجاگر کرتے ہیں لیکن اپنی تمام تر مثبت کاوش کے باوجود شعر میں پنہاں قادر مطلق کی قدرت و بے نیازی کو ترجمے میں بعینہٖ منتقل کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

مجموعی طور پر لفظی مفہوم کے ابلاغ کے لیے انگریزی الفاظ کا چناؤ اور خاص طور پر every where کا استعمال، جہاں ذات حق کی موجودگی کو ہر جگہ ثابت کرتا ہے وہاں انگریزی دان طبقے کو سادگی کے ساتھ رب کائنات کی قدرت اور بے نیازی کی شان سے بھی روشناس کرتا ہے۔

سودا کے ہاں روایتی عاشق کی بھی تصویر دکھائی دیتی ہے جو عشق کی انتہائی کیفیت سے نہ صرف گزرتا

Scanned by CamScanner

ہے بلکہ اپنے تجربے کی عمومیت کے باعث اسے دل پذیر وسعت بھی عطا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

عاشق کی بھی کٹتی ہیں، کیا خوب طرح راتیں
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں ۱۳

شہاب الدین رحمت اللہ مذکورہ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

How nicely does the lovers spend his nights
With talks and cries he while the night away. ۱۴

شہاب الدین رحمت اللہ، عشق اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی کیفیت کو ترجمے میں برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز "خوب" کے لیے nicely کا سہارا لیتے ہوئے روایتی عاشق کے شب وروز کے بیان میں ایک لطیف طنزیہ انداز بھی شامل کر دیا ہے۔ یہی انداز ترجمے کو "faithful" عمل بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے اور دو چار گھڑی کی تکرار یہ کیفیت سے بچنے کے لیے right away کو استعمال کر کے، رات کٹنے کا تاثر قارئین پر عیاں کرتے ہیں۔ لیکن اردو الفاظ میں چھپے، لطف کے ابلاغ اور کیفیت کی منتقلی سے محروم رہتے ہیں۔

اومیش جوشی مذکورہ شعر کا ترجمہ اپنے انداز سے اس طرح سے کرتے ہیں:

So Swell do pass the love lorn's nights,
A few moments in weeping, in conversing a few. ۱۵

مترجم، مصرع اوّل کی ترجمانی کے لیے جو الفاظ استعمال کرتا ہے، وہ عاشق کی جذباتی ونفسیاتی کیفیت کے ابلاغ میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ خاص طور پر "So Swell" عشاق کی عشق میں اذیت کی شدت اور تکلیف کی انتہا کے ساتھ، نفسیات پر اس کے شدید ردعمل کو ظاہر کرتے ہیں۔ نیز مصرع دوم کی ترجمانی کے لیے رقم شدہ الفاظ، عاشق کی وقت کے ساتھ بدلتی کیفیت اور اس کی شدت کو اجاگر کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کا ترجمہ مفہوم کے ابلاغ میں قارئین کے لیے سہولت پیدا کرتا ہے۔

سودا اپنے کلام میں زندگی کے متنوع زاویوں کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل شعر اس حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے:

خیال اپنے میں گو ہوں ترانہ سنجاں مت
کر اپنے کو دلوں کے کبھی سنا بھی ہے ۱۶

Although the songful birds are taken
up with their own music,
have they ever cared to listem
to the hearts that groan in agony. ۱۷

ڈاکٹر محمد صادق، 'ترانہ سنجاں مست' کے لیے Music.... songful جیسے الفاظ کو لا کر، فرد کی عیش کوشی اور بے فکری کے ساتھ، حقائق سے دامن چرانے کے نتیجے میں ظاہری خوشحالی کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز groan اور agony جیسے الفاظ، درد اور اس کی شدت کے ساتھ کراہنے کی کرب زدہ کیفیت کو نہایت عمدگی سے نمایاں کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کا ترجمہ، ان حقائق کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی سعی کرتا ہے، جس کے ادراک سے عام آنکھ محروم رہتی ہے۔

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جو ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں اور جس میں عشق کا سوز اپنی تمام تر انفرادیت کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لیے پھرتا ہوں
کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں [۱۸]

شہاب الدین رحمت اللہ مذکورہ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

These are the pieces of my heart with those within my arms I move
O makers of my crystals say, can you by chance these fragment join. [۱۹]

شہاب الدین رحمت اللہ مذکورہ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے These .. move کو استعمال کرتے ہوئے، دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لینے کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر مذکورہ الفاظ سے اردو الفاظ کا انتقال تو ممکن ہوا ہے، لیکن شعر کا حسن، عاشق کی کیفیت، حساس فرد کی نفسیات کا ابلاغ نہیں ہوسکا، نیز کچھ علاج ان .... الخ کے لیے لائے گئے انگریزی الفاظ، کسی طور پر بھی ترجمے کا حق ادا نہیں کرتے، لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ مترجم نے ساخت کو تو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن لہجہ، انداز اور حسن کو اپنے ترجمے میں سمیٹنے میں ناکام رہا ہے۔

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی موجود ہیں جن میں وہ انسانی نفسیات و کیفیات کی عکاسی کے ساتھ ساتھ کائناتی صداقت اور زمینی حقائق کو بھی نظر انداز نہیں کرتے، مثال کے طور پر:

فکر معاش، عشق بتاں، یاد رفتگاں
اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا، کیا کرے [۲۰]

اومیش جوشی کا ترجمہ:

Worring for livehood, loving beloveds, revering anccestors,
in this life now how much more can one do? [۲۱]

اومیش جوشی، 'فکر معاش' کے لیے "Worring for, live hood" کو استعمال کر کے، معیشت کے

Scanned by CamScanner

لیے فکر اور کاوش کے ساتھ ساتھ ،فکر کی شدت کا تاثر ابھارنے کی کوشش کرتے ہیں اور ''عشق بتاں'' کے لیے "loving beloved" کا سہارا لیتے ہوئے مجازی عشق میں مبتلا فرد کی نفسیات کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح ''یادرفتگاں'' کے لیے "Revering anccestors" کو لا کر، کھوئے ہوؤں کی جستجو کو اجاگر کرتا ہے۔ مجموعی طور پر، مترجم ایک زندگی کو مذکورہ تینوں کاموں کے لیے مختصر جاننے کا عنصر اور استفہامیہ انداز بھی ترجمے میں برقرار رکھتا ہے، اس کے باوجود ''فکر معاش، عشق بتاں اور یادِ رفتگاں'' کی تہذیبی معنویت ، اور کلاسیکی روایت کو ترجمے میں بعینہٖ بیان کرنے سے قاصر رہتا ہے، نیز مصرع ثانی کا استفہامیہ انداز، ترجمے میں منتقل تو ہوا ہے، لیکن لہجہ اور اسلوب کسی صورت بھی منتقل نہیں ہوا، لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو انداز اور کیفیت اردو متن میں موجود ہے، ترجمے میں اس کی ہلکی سی جھلک بھی محسوس نہیں کی جاسکتی۔

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی موجود ہیں جن میں وہ کلاسیکی شعری روایت کی پاسداری کرتے ہوئے، قناعت پسند عاشق کی صورت ابھرتے ہیں۔

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی ۲۲

اومیش جوشی کا ترجمہ:

God knows why this adamance, against me, else

Even a glance would suffice for my conso lation. ۲۳

اومیش جوشی مصرع اوّل کا ترجمہ God knows why .... me کر کے، محبوب کی ضد کا تاثر اجاگر کرتے ہیں اور ایک نظر کے لیے Glanco کا لفظ لا کر محبوب کی یگ نگاہی کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر مذکورہ ترجمہ شاعر کی ذہنی ونفسیاتی کیفیت کی عکاسی کرتا ہے، عاشق عام طور پر قناعت پسند نہیں ہوتا، مگر محبوب کی بے رخی اسے سمجھوتے پر مائل کر دیتی ہے۔ مترجم نے اسی قناعت پسندی کے پردے میں چھپی عاشق کی بے بسی کو سمجھوتے کا رنگ دے کر، موثر انداز سے نمایاں کیا ہے۔

سودا سے متعلق عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ قصائد نگاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، لیکن اپنی زرخیز طبع کے باعث شاعری کی تمام انواع پر دسترس رکھتے تھے۔ سید امداد امام اثر اسی حوالے سے کہتے ہیں:

> ''مرزا رفیع سودا، تمام انواع شاعری پر عجیب قدرت رکھتے تھے۔ غزل گوئی میں بھی انہیں استادی کا درجہ حاصل تھا۔ فی الواقع ان کی قوت شاعری بہت حیرت خیز نظر آتی ہے..... اگر مرزا سودا انگلستان میں ہوتے تو دوسرے شکسپیئر ہوتے۔'' ۲۴

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی موجود ہیں۔ جن میں وہ اس خیال کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ وہ

Scanned by CamScanner

صرف قصیدہ نگاری میں ہی یکتائے فن نہیں بلکہ غزل گوئی کے حوالے سے بھی بے نظیر ہیں:

کہتے ہیں جو ہے سودا کا قصیدہ ہی خوب
ان کی خدمت میں لیے میں یہ غزل جاؤں گا ۲۵

Those who conted that savda's qasidas alone are good.
To them I shall present this ghazal of mine for persual. ۲۶

ڈاکٹر محمد صادق مذکورہ شعر کے مفہوم کی ترجمانی موثر انداز سے کرتے ہیں اور شاعر کے خیال میں پوشیدہ یکتائے فن ہونے کے انداز کو بھی ترجمے میں برقرار رکھتے ہیں۔ بنیادی طور پر ان کا ترجمہ مفہوم کی تفہیم میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جو براہ راست معاشرتی طنز سے متعلق ہیں۔ لیکن سودا کا کمال یہ ہے کہ یہ انہیں اس قدر خوب صورت تشبیہات کے دامن میں لپیٹ دیتے ہیں کہ بادی النظر میں طنز کا احساس نہیں ہوتا، سودا کی اسی فنکاری کے باعث، اگر یہ کہا جائے کہ غزل میں بھی باکمال شاعر ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ کہتے ہیں:

پہنچیں گے اس چمن میں نہ ہم داد کو کبھو
جوں گل یہ چاک جیب سلایا نہ جائے گا

ڈاکٹر محمد صادق مذکورہ شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

In this world it shall never be our lot to obtain justice, even as the tear in tghe breast-colar of the rose can not be mended. ۲۸

ڈاکٹر محمد صادق ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ مفہوم کے ابلاغ کی جانب، خصوصی توجہ دیتے ہی اور شعر میں موجود حقیقی تشبیہ کے عنصر کو برقرار رکھنے کے لیے جوں کے لیے 'as' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تاہم کبھو کے لیے 'Obtain' کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو 'کبھو' کی عکاسی تو کرتا ہے۔ لیکن اس میں چھپے مخصوص تہذیبی ذائقے کو منتقل کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔

سودا کے ہاں ایسے اشعار بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کا مخاطب براہ راست ان کی اپنی ذات ہوتی ہے، مثال کے طور پر درج ذیل شعر میں خود کلامی کے تاثر نے خوب صورتی بھر دی ہے۔

بیٹھا نہ کوئی چھاؤں نہ پایا کسی نے پھل
بے برگ و بر نہیں کوئی ایسا شجر کہ ہم ۲۹

No one sat under its shade, nor did anyone park take of its furit,
I know not a trace so much devoid of foliage and fruit as my self. ۳۰

ڈاکٹر محمد صادق کے ترجمے میں تلخی دوراں اور شاعر کے محرومی کے احساس کو بہت عمدہ طریقے سے پیش کیا گیا

Scanned by CamScanner

ہے۔ تاہم بے بسی و محرومی کا تلخ احساس، اردو متن میں جس انداز سے موجود ہے، اس کی روح کو ترجمے میں تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ نیز لفظیات کا حسن و ترتیب، جس خوب صورتی سے اردو شعر میں موجود ہے ان کا ہلکا سا عکس بھی ترجمے میں موجود نہیں۔ مجموعی طور پر شاعر نے اپنے فہم کے مطابق، الفاظ کا ابلاغ عمدہ طریقے سے ترجمے کے قالب میں کیا ہے۔

سودا کے اشعار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ بیشتر مترجمین کی توجہ، الفاظ کے ابلاغ کے ساتھ، ان کے معنی کی جانب بھی مبذول رہی ہے۔ تاہم بعض مقامات پر، الفاظ کے باطن میں چھپی کیفیت اور تہذیبی معنویت کو اجاگر کرنے سے قاصر رہی ہے۔

مذکورہ مترجمین میں سے ڈاکٹر محمد صادق اور گوپی چند نارنگ کے ہاں ترجمے کے ساتھ، اشعار کا اردو متن بھی ملتا ہے، جبکہ اومیش جوشی کے ہاں رومن متن اور باقی مترجمین کے ہاں صرف تراجم ملتے ہیں۔ اور کسی مترجم کے ہاں ماخذ کی جانب خفیف اشارہ بھی نہیں ملتا۔ جس کے باعث، تراجم سے متعلقہ اشعار کی تحقیق جوئے شیر لانے کے مصداق ثابت ہوئی۔ علاوہ ازیں رالف رسل اور خورشید الاسلام کے ہاں سودا کے قصائد، مثنویات و ہجویات کا انتخاب ضرور ہے[۱۳]۔ لیکن غزل کے اشعار کے تراجم نہیں ملتے لیکن مذکورہ تمام نکات کے باوجود محولہ بالا مترجمین نے سودا کی فکر کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے کی جو سعی کی ہے، وہ بہر حال لائق تحسین ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سید عابد علی عابد، البدیع، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۵ء، ص ۳۹

۲۔ غالب، دیوانِ غالب، مرتب: حامد علی خاں، لاہور، زاہد بشیر پرنٹرز، ۱۹۹۵ء، ص ۱۲۶

۳۔ میر، کلیات میر (جلد سوم)، مرتب: کلب علی خاں فائق، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ص ۳۷۶

4. 786 Ashar of Ghalib and 25 other poets, New Delhi, Gopsons publishers, 1995, P.46

5. i) Ahmed Ali, The Golden Tradition, London. Columbia university press, 1973

ii) Khurshidul Islam and Ralph Rusell, Three Mughal poets, Delhi, Oxford university press, 1998

(iii) Dr. Muhammad Sadiq. A History of Urdu Literature. Karachi. Oxford University Press.1985.

Scanned by CamScanner

(iv) Shahabudin Rahmatuallh-Art in Urdu Poetry. Karachi-Anjuman-e-Tarraqi-Urdu. 1954.

(v) Gopi Chand Narang. Urdu Language andLiterature. Critical Perspectives Lahore. Vanguard books.L.Tocl.1999.

(vi) Umesh Jashi-786 Ashar of Galib.

۶۔ کلیات سودا (جلد اوّل، دوم، سوم، چہارم)
مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب اردو۔۱۹۸۷ء

۶۔ کلیات سودا، (جلد اوّل، دوم) مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن، نئی دہلی، ترقی اردو، بیورو، ۱۹۸۵ء

۶۔ میر تقی میر، نکات الشعراء، کراچی، انجمن ترقی اردو، ص ۳۔۴۱

8. Ahmed Lit . Thẹ Golden Traclition, P.118-125

۸۔ کلیات سودا (جلد اوّل) مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، ص ۳۰

9. Ahmed Lit . The Golden Traclition, P121

۱۰۔ (دیوان درد) مرتب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور، مجلس ترقی ادب اردو، ۱۹۸۸ء، ص ۱۳۱

۱۱۔ کلیات سودا (جلد اوّل) مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، ص ۴۵۰

12. Gopi Chand Narang. Urdu Language and Literature.p.25

۱۳۔ کلیات سودا (جلد اوّل) مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، ص ۳۵۶

14. Shahabudin Rahmatuallh-Art in Urdu Poetry.p18

15. Umesh Joshi.786 Ashar of Galib and 25 other poets.p42

۱۶۔ کلیات سودا (جلد اوّل) مرتب کلب علی فائق، ص ۴۵۸

17. Dr. Muhammad Sadiq. A History of Urdu Literature.p.114

۱۸۔ کلیات سودا: جلد اوّل: ص ۳۱۹

19. Shahabudin Rahmatuallh-Art in Urdu Poetry.p.18

۲۰۔ کلیات سودا: جلد اوّل، ص ۵۰۴

21. Umesh Joshi.786 Ashar of Galib and 25 other poets.p42

۲۲۔ کلیات سودا (جلد اوّل) مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، ص ۴۹۴

23. Umesh Joshi.786 Ashar of Galib and 25 other poets.p 43

۲۴۔ سید امداد امام اثر، کاشف الحقائق، مرتب ڈاکٹر وہاب اشرفی، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۳ء، ص ۴۱۰

Scanned by CamScanner

۲۵۔ کلیات سودا: جلد اوّل، ص ۴۸

26. Dr. Muhammad Sadiq. A History of Urdu Literature.p.115

۲۷۔ کلیات سودا: جلد اوّل، ص ۵۳

28. Dr. Muhammad Sadiq. A History of Urdu Literature.p.115

۲۹۔ کلیات سودا: جلد اوّل: ص ۲۷۸

30. Dr. Muhammad Sadiq. A History of Urdu Literature.p.115

31. Khurshidual Islam and Ralph Rusell. Mir Sauda.Mir Hassan. Delhi.Oxford University Press.1998.P.37-68

Scanned by CamScanner